رشوت

فقہ المعاملات کے آئینے میں

تحریر (عربی) عبداللہ محسن الترکی اردو ترجمہ نصیر احمد ملی

چوتھا مطلب کسی منصب یا ملازمت کے حصول کیلئے رشوت دینا

۱) سچے، امانت دار، ثابت قدم، مقتدر اور بے نیاز افراد کو سرکاری کاموں کی ذمہ داری سونپنا اہم دینی فریضہ ہے، جس کو ہماری عالی مرتبت پاکیزہ شریعت اپنی بلند تر تعلیمات کے ذریعہ ہم پر واجب کرتی ہے، اور اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ ان تمام غلط راستوں کا فوری سدباب کیا جائے جن کی وجہ سے اللہ رب العزت کی حسب منشاء اس کے تشریعی آئین اور ضابطوں میں رکاوٹ اور بے قاعدگی آتی ہے، اور چونکہ رشوت اسی قماش کا انتہائی گھٹیا اور گرا ہوا طریقہ ہے جس کے ذریعے پچھلے دروازے سے اعلیٰ عہدوں اور بلند مرتبوں پر نااہل فائز ہوتے ہیں، اس لئے اسلام نے رشوت لینے والوں، رشوت دینے والوں اور رشوت کے لئے درمیانی ایجنٹ کا پارٹ انجام دینے والوں کے لئے اس کو حرام ٹھہرایا ہے اور اس کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرنے کے لئے کہا ہے کہ یہ منصب خواہ کوئی ہو اور اس میں کوئی شک نہیں کہ منصب جتنا اہم اور بڑا ہوتا ہے اسی کے لحاظ سے گناہ بڑھتا جاتا ہے۔(۱)

اس قسم کی رشوت بھی حرام ہے، اس کی تائید وحمایت میں متعدد دلائل موجود ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (نساء: ۵۸)

بلا شبہ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں (جب وہ مانگیں تو) ان کے حوالہ کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی بابت نازل ہوئی، اسلام لانے سے پیشتر سے یہ خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے عثمان سے کعبہ کی کلید طلب فرمائی، عثمان نے دروازہ بند کرلیا، چھت پر چڑھ گئے، چابی دینے سے صاف انکار کیا، اور کہنے لگے کہ مجھے یقین ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو چابی آپ کے حوالہ کردیتا یوں گریز نہ کرتا، اتنے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچ گئے، انہوں نے عثمان کا ہاتھ مروڑ کر کلید ان کے ہاتھ سے لے لی، اور دروازہ کھول دیا، رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی، جب آپ باہر تشریف لائے تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ کلید انہیں دی جائے تا کہ سقایہ (زمزم پلانے) اور کلید برداری کا منصب دونوں ان کے پاس رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کلید عثمان کے حوالہ کردیں اور ان سے معذرت چاہیں، عثمان نے کہا: تم نے پہلے جبر کیا مجھے ستایا، اور اب نرمی کرنے آئے ہو؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ اللہ نے تمہاری شان میں وحی نازل فرمائی ہے، پھر یہی آیت پڑھ کر سنائی، عثمان نے یہ سنا تو اپنے اسلام کا اعلان کیا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں پیشین گوئی کی کہ کلید برداری ان کے خاندان میں ہمیشہ باقی رہے گی۔

کسی منصب کے حصول کے لئے رشوت دینا درحقیقت امانت کو نا اہلوں کے سپرد کرنے کے مترادف ہے، اس سے حکم الٰہی کی مخالفت لازم آتی ہے اس لئے کسی بھی منصب یا ملازمت کو حاصل کرنے کے لئے رشوت دینا حرام ہے۔

۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَـاَيُّهَـاالَّـذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْا
اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (انفال:۲۷)

اے ایمان والو! نہ تو اللہ و رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اگر تم (خیانت کے وبال سے) واقف ہو۔(۲)

استدلال کی وجہ:

کسی منصب یا ملازمت کے حصول کے لئے رشوت دینا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ

خیانت کرنا ہے، کیونکہ رشوت لے کر وہ شخص اس منصب پر کسی نا اہل کو فائز کرے گا، اس طرح اس حالت میں روپیہ خرچ کرنا عین رشوت ہے جو حرام ہے۔

۳) ابن عدی عقیلی (۳) اور حاکم نے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَلَّدَ اِنْسَاناً عَمَلاً وَفِیْ رَعِیَّتِہٖ مَنْ ھُوَ اَوْلٰی مِنْہُ فَقَدْ خَانَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ وَجَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ

جس شخص نے کسی شخص کو کوئی کام سونپا اور اس کے ماتحتوں میں کوئی ایسا ہے جو اس سے زیادہ لائق ترین اور اہل ہے، تو اس نے رب العزت، اور اس کے رسول اور عام مسلمانوں سے خیانت کی۔

ان کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ:

وَمَنِ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلٰی عِصَابَۃٍ وَ فِیْ تِلْکَ الْعِصَابَۃِ مَنْ ھُوَ اَرْضٰی لِلّٰہِ فَقَدْ خَانَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ وَجَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ

جس نے کسی کو کسی جماعت پر کارگزار بنایا اور اس جماعت میں ایسا کوئی شخص موجود ہے جو اللہ کی خوشنودی کو زیادہ چاہتا ہے تو وہ اللہ کے ساتھ اس کے رسول کے ساتھ اور جماعت المسلمین کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوگا۔(۴)

۴) ابو یعلی نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع سند کے ساتھ یہ روایت کی ہے کہ:

اَیُّمَا رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلٰی عَشَرَۃِ اَنْفُسٍ عَلِمَ اَنَّ فِی الْعَشَرَۃِ مَنْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنْہُ فَقَدْ غَشَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ وَجَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ

جس شخص نے دس آدمیوں پر کسی شخص کو کارگزار بنایا، اور اسے معلوم ہے کہ اس گروہ میں اس سے بہتر بھی کوئی شخص ہے تو وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور جماعت المسلمین کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوگا۔(۵)

استدلال کی وجہ:

منصب یا کسی کام کو حاصل کرنے کے لئے رشوت دینا اس منصب یا اس کام کو نا اہلوں کے حوالہ کرنا ہے۔ اور کسی کام کو نا اہل کے حوالہ کرنا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دھوکہ دہی اور فریب کے مصداق ہے، اور یہ حرام ہے۔اس لئے منصب یا کام کے حصول کے لئے مال خرچ کرنا حرام رشوت میں داخل ہے۔

۵) امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے۔

مَا مِنْ وَّالٍ یَّلِی رَعِیَّةً مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَیَمُوْ تُ وَهُوَ غَاشٍ لَّهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ (مسلم نے بھی اس کے مطابق روایت کی ہے)

ہر وہ والی جو مسلمانوں کی جماعت کی نگہداشت کرتا ہے، اگر وہ اس حال میں مرے کہ اس نے لوگوں کے ساتھ فریب کیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔(۶)

استدلال کی وجہ

اُمت مسلمہ کو دھوکہ دینا حرام ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے اس اُمت کو دھوکہ دینے والوں کو جنت سے محرومی کی وعید سنائی ہے اور نا اہل کو کسی منصب پر فائز کرنا اُمت کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے کیونکہ ایسا کرنے والا اُمت کی مصلحت اور اس کے مفاد کو نظر انداز کرنے والا ہے اس لئے یہ فعل حرام ہوگا اور جو اس قسم کے فعل کا باعث ہوگا وہ بھی حرام ہوگا۔

۶) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔فرماتے ہیں کہ:

مَنْ وَّلّٰی مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ شَیْئاً فَوَلّٰی رَجُلًا لِمَوَدَّةٍ اَوْ قَرَابَةٍ بَیْنَهُمَا فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُسْلِمِیْنَ

جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا والی ہوا پھر اس نے کسی شخص کو باہم دوستی یا رشتہ داری کی بنیاد پر کسی منصب پر فائز کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔(۷)

استدلال کی وجہ

باہمی دوستی یا قرابت داری کی بنیاد پر کسی کو کوئی منصب دینا ایسی خیانت ہے جس کی حرمت ثابت ہے اور اگر رشوت دے کر یہ منصب دیا گیا، تو بدرجہ اولیٰ یہ فعل حرام ہوگا اور جس طرح رشوت لینے والا حرام کا مرتکب ہوگا، رشوت دینے والا بھی فعل حرام کا مرتکب ہوگا کیونکہ اسی رشوت دینے سے اس کو منصب ملا ہے جبکہ وہ اس کا اہل بھی نہیں تھا۔

۷) صحیح بخاری اور مسلم میں رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ''کچھ لوگ آپ کے پاس آئے، اور کوئی منصب چاہا، آپ نے ان کے جواب میں فرمایا: ہم اپنے ان اُمور کی ذمہ داری کسی ایسے شخص کے سپرد نہیں کرتے جو اس ذمہ داری کو طلب کرتا ہو۔(۸)

استدلال کی وجہ:

یہ حدیث صاف بتاتی ہے کہ منصب اور مقام کسی ایسے کے حوالے نہ کیا جائے جو اس کا طلبگار ہو، اور جب یہ امر مسلم ہے تو رشوت لے کر مقام یا منصب کو کسی کے حوالہ کرنا بدرجہ اولی نا جائز اور حد درجہ بُرا ہوگا۔

۸) امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهَا اَمَانَةٌ وَ اِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ فِيْهَا.

یہ (منصب) ایک امانت ہے اور یہی چیز قیامت کے دن رسوائی اور ندامت کا باعث ہوگی اور رسوائی سے محفوظ وہی رہے گا جس نے اس کو سچائی کے ساتھ کیا ہوگا اور اس کا پورا پورا حق ادا کیا ہوگا(۹)

استدلال کی وجہ:

رشوت دے کر والی یا کارگزار بننا ناحق مرتبہ حاصل کرنے کے مترادف ہے، اور ناحق مرتبہ حاصل کرنا رسوائی اور ندامت کے گڑھے میں اپنے آپ کو گرا دینا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ ندامت اور ذلت کسی اہم اور حرام کام میں پڑ جانے کی وجہ سے ہوتی ہے لہٰذا اس صورت میں رشوت

لینا بھی حرام ہوگا۔

۹) امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا ضُيِّعَتِ الامانةُ فانتظر السّاعةَ. قيل يارسولُ! وما اِضاعتُها؟ قال: اذا وُسِّدَ الامرُ الىٰ غيرِ اهلهِ فانتظر السّاعةَ(۱۰)

جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ امانت کا ضائع کرنا کیونکر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی کام نا اہلوں کے سپرد کیا جائے (تو یہ امانت ضائع کرنا ہے) اس وقت تم قیامت کا انتظار کرو۔

استدلال کی وجہ:

رسول اکرم ﷺ نے منصب اور ذمہ داری نا اہل کے حوالہ کرنے کو امانت کی بربادی سے تعبیر کیا ہے اور امانت کو برباد کرنا حرام ہے، اور رشوت دینے والوں کو کام سونپنا نا اہلوں کو ذمہ داری دینا ہے کیونکہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ رشوت دینے والے ہی نا اہل اور برخود غلط ہوتے ہیں لہٰذا کام ان کے حوالہ کرنا امانت میں خیانت کے مصداق ہوگا، اور یہ حرام ہے لہٰذا رشوت دینا بھی حرام ہوگا۔

(۱۰) اس بات پر اجماع ہے کہ حقدار اور اہلیت رکھنے والوں کو ذمہ داری سونپی جائے اور رشوت دینے والوں کو ذمہ داری دینا کام کو نا اہلوں کے حوالہ کرنا ہے، اور یہ فعل اجماع کے خلاف ہوگا لہٰذا منصب یا کسی ذمہ داری کے حصول کے لئے رشوت دینا بھی ناجائز ہوگا۔

☆☆☆

ہمارے تمام قارئین کرام کو ماہ صیام مبارک ہو

ماہِ صیام کی مصروفیات کی بناء پر آئندہ شمارہ تاخیر سے شائع ہوگا۔

یا ایہا الذین آمنو اکتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ☆

حوالہ جات وحواشی

(۱) (البنایہ شرح الہدایہ جلد ۳ صفحہ: ۲۶۹، شرح الکنز لمحمود العینی جلد ۳ صفحہ ۸۳، الفتاوی الہندیہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۴، رد المحتار علی الدر المختار جلد: ۴ صفحہ ۳۰۴، حاشیہ الرہونی جلد ۷ صفحہ ۲۸۷، الاحاکم السلطانیہ لابی یعلی صفحہ ۵۶، الاصول القائیہ فی المرافعات الشرعیہ صفحہ ۲۳۰، معین الحکام ص: ۹ المسولیہ الجنائیہ فی الفقہ الاسلامی ص: ۷۵ بتصرف)

(۲) (السیاستہ الشرعیہ لابن تیمیہ صفحہ: ۱۲)

(۳) (عقیلی نے کہا: اس کے حدیث ہونے کا علم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ہوتا ہے۔۔۔الخ۔ اس کی سند میں حسین بن قیس رجی، ضعیف راوی ہے، اس کی شہادت ایک اور روایت سے ہوتی ہے جو ابراہم بن زیاد کی سند سے منقول ہے لیکن یہ خود مجہول ہے، اس نے خصف سے، اس نے عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کیا، تاریخ خطیب میں ابراہیم کے تذکرہ کے اندر یہ درج ہے۔ نیز طبرانی نے ''حمزہ تصیبی عن عمر بن دینا، عن ابن عباس، اس روایت کو بیان کیا ہے لیکن حمزہ خود بھی ضعیف ہے۔)

(۴) (الدرایۃ تخریج احادیث الہدایۃ جلد: ۲ صفحہ: ۱۶۵، السیاستہ الشرعیہ لابن تیمیہ صفحہ ۱۰، تعریب السیاستہ الشرعیہ فی حقوق الراعی وسعادۃ الرعیۃ صفحہ ۱۵، رد المحتار علی الدر المختار جلد ۴ صفحہ ۳۰۴)

(۵) (الدرایۃ تخریج احادیث الہدیۃ جلد: ۲ صفحہ ۱۶۵)

(۶) (فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد ۱۶، صفحہ ۲۴۶، السیاستہ الشرعیۃ لابن تیمیہ صفحہ ۱۴)

(۷) (السیاستہ الشرعیۃ لابن تیمیہ صفحہ: ۱۰ تعریب السیاستہ الشرعیۃ صفحہ: ۱۵)

(۸) (السیاستہ الشرعیۃ لابن تیمیہ صفحہ: ۱۱ تعریب السیاستہ الشرعیۃ فی حقوق الراعی وسعادۃ الرعیہ جمال الدین صفحہ: ۱۶)

(۹) (السیاستہ الشرعیۃ لابن تیمیہ صفحہ: ۱۴ تعریب السیاستہ الشرعیۃ صفحہ: ۱۷)

(۱۰) (السیاستہ الشرعیۃ لابن تیمیہ صفحہ: ۱۴)

☆☆☆

جرم رشوت سے متعلق امور

اس فصل میں تین مطالب ہیں:

پہلا مطلب: ہدیہ کا بیان، س کی تریف، ہدیہ کب رشوت شمار ہوتا ہے؟

۱) ہدیہ کی لغوی تعریف: ''ھد یہ'' کا مادہ ''ھد یٰ'' سے ہے، یہ لفظ جوڑنے اور ملانے پر بولا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: ''اھْدَی الرَّجلُ اِمْرَ اتَہٗ'' مرد نے دُلہن کو اپنے پاس بلایا، اور اس سے ملا۔ ھد یہ کی جمع ھَدَایَا آتی ہے جبکہ اہل مدینہ کی لغت میں اس کی جمع ھَدَاوَیٰ ہے۔

اور صحاح میں ھَدِیۃ، ھَدَایَا کا واحد ہے۔ کہتے ہیں: اُھْدِیَتْ لَہٗ اِلَیْہِ الْمِھْدیٰ میم پر زبر کیساتھ یعنی تھالی یا وہ طباق وغیرہ جس میں ہدیہ بھیجا جائے۔ ابن اعرابی نے کہا: مِھدی (میم پر زیر کے ساتھ) سے مراد تھالی یا طباق، اسی وقت ہوگا جب کہ ہدیہ دی ہوئی چیز بھی اس کے اندر موجود ہو اور مِھْدآء (مد کے ساتھ) یعنی وہ شخص جس کی عادت ہدیہ دینے کی ہو، اور تھادی یعنی بعض کا بعض کو ہدیہ دینا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے: تھَادَوْا تَحَابُّوا ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔(۱)

اصطلاحی تعریف:

ہدیہ کی مختلف تعریف کی گئی ہے، کوئی کہتا ہے ''کسی شرط کے بغیر ایک آدمی دوسرے کو جو مال دیتا ہے، اس کو ہدیہ کہتے ہیں۔''

اس تعریف میں ''شرط کے بغیر'' کے الفاظ قید احترازی کی حیثیت رکھتے ہیں، ان سے رشوت خارج ہو جاتی ہے۔(۲)

نیز ان الفاظ سے بدلہ کا ہدیہ بھی خارج ہو جاتا ہے۔ یہ وہ ہدیہ ہے جس میں اسی جیسا یا اس سے کم یا زیادہ تحفہ لوٹانے کی پیشگی شرط ہوتی ہے۔

ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ: ایک شخص پہل کر کے دوسرے کو اس کی طلب کے بغیر

ہدیہ دے۔(۴)

یہ بھی کہا گیا ہے: ’’ہدیہ ایسا مال ہے جو ایک شخص سے دوسرے کو اعانت کی شرط لگائے بغیر اسے دیتا ہے‘‘۔

کوئی کہتا ہے کہ ہدیہ وہ مال ہے جو دلی محبت کے اظہار، الفت کے حصول اور ثواب کی غرض سے عزیزوں، دوستوں، علماء، مشائخ، اور صالحین کو دیا جائے، جن کے بارے میں حسن ظن ہو۔(۵)

۲) ہدیہ کب رشوت میں شمار ہوتا ہے؟

مقدمہ: ہدیہ کی حقیقت یہ ہے کہ شرعاً یہ مستحب اور پسندیدہ امر ہے، اس کا ثبوت ابو یعلی سے بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تَهَادُوْا تَحَابُّوْا‘‘ ایک دوسرے کو ہدیہ دو، اس سے محبت بڑھے گی۔

نیز ابن عساکر نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَتَصَافَحُوْا يُذْهِبُ الْغِلَّ عَنْكُمْ

ایک دوسرے کو ہدیہ دو اس سے محبت بڑھے گی، ایک دوسرے سے مصافحہ کرو، اس سے تمہارا کینہ اور حسد جاتا رہے گا۔

نیز امام احمد اور امام ترمذی نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

تَهَادَوْا اِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ بِشِقِّ فِرْسَنِ شَاةٍ(٦)

ایک دوسرے کو ہدیہ دو، اس سے دل کا کینہ ختم ہو جاتا ہے اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر نہ جانے، اگر چہ وہ بکری کی ایک کھر ہدیہ میں کیوں نہ دے۔

ان روایتوں میں ہدیہ دینے کا حکم وارد ہے۔ اور حکم وجوب سے استحباب کی طرف مائل ہو گا کیونکہ ہدیہ دینا واجب نہ ہونے پر اجماع وارد ہے۔ اور ہدیہ کا قبول کرنا بھی اسی مفہوم کی وجہ سے

مستحب ہے جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے، وہ یہ کہ لوگوں میں محبت عام ہو لیکن ہدیہ کا لین دین اسی شخص کے لئے ہوگا، جو مسلمانوں کے کسی کام کا نگران اور ذمہ دار نہ رہا ہو، رہا وہ شخص جسے کسی قسم کی ذمہ داری سونپی گئی، جیسے اسے قاضی، والی یا گورنر بنایا گیا، تو ایسے عہدہ داروں کو ہدیہ قبول کرنے سے گریز کرنا چاہیے خصوصاً ایسے لوگوں کو تحفہ تحائف اور بھی قبول نہیں کرنا چاہیے جنہیں منصب پر فائز ہونے سے پہلے تحفہ ملا کرتا تھا کیونکہ گاہے گاہے تحفہ دینے کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا حربہ بنالیا جاتا ہے اور اس کے بعد اپنی ضرورت پوری کی جاتی ہے، اور وہ کام کرایا جاتا ہے جو ملازم پر ہدیہ کے بغیر بھی فرض ہوتا ہے۔اب اگر اسی کے فرض کو انجام دلانے کے لئے اسے تحفہ دیا گیا تو یہ ایک قسم کی رشوت ہوگی۔(۷) کیونکہ ہدیہ دینے والا جس کو ہدیہ پیش کرتا ہے اس کی قربت اور نزدیکی کا خواستگار ہوتا ہے لیکن چونکہ اللہ کی قربت اور نزدیکی مطلوب نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کے اندر کسی خیر کے پیدا ہونے کا سوال نہیں آتا، وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ ہدیہ لینے والے کے دل میں اس کے لئے نرم گوشہ پیدا ہو سکے، اس طرح اس کا دینا دلانا ایک دلی مقصد کے تحت ہوتا ہے جس کے خارج میں پائے جانے کو وہ دل سے چاہتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ہدیہ لینے والا صاحب اقتدار، ذی جاہ اور بارسوخ ہے۔اگر ان کی خوشنودی حاصل رہی تو اسے کامیابی ہوگی، ان کی توجہ اس کی طرف منعطف رہی تو اس کا کام ہو جائے گا۔ دوسروں کے خلاف انہیں مددل جایا کرے گی، یا کوئی منصب یا ملازمت حاصل ہوگی یا ایسی ہی کوئی صورت میسر آئے گی جس سے شخصی اور ذاتی مفاد کا حصول ممکن ہوتا ہے۔(۸)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اُمورِ سلطنت سے متعلقہ کسی کام کا جو شخص ذمہ دار ہوگا اس کے لئے کسی قسم کا تحفہ قبول کرنے کی میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ عمال اور گورنروں کا تحفہ خیانت اور کھوٹ ہے، اور کسی حاکم کو خاص طور پر ہرگز اس کی اجازت نہیں ہوگی، ہاں اس منصب پر فائز ہونے سے پہلے جس کسی سے اس کا یارانہ اور میل ملاپ ہوگا، اس سے تحفہ قبول کرنا مستثنیٰ ہوگا۔(۹)

ابن یتن کہتے ہیں: گورنروں کو تحفہ دینا رشوت ہے، اس کو تحفہ اور ہدیہ کہا بھی نہیں جا سکتا، اس لئے کہ اگر وہ شخص گورنر نہ ہوتا تو کون اسے تحفہ دیتا؟ یونہی قاضی کو ہدیہ دینا سخت قبیح اور حرام ہے، وہ اس کا مالک بھی نہ ہوگا۔(۱۰)

☆ فمن شهد منكم الشهر فليصمه ☆

ربیعہ کہتے ہیں: ہدیہ سے بچو اس لئے کہ ہدیہ رشوت کا زینہ ہے۔(۱۱)
بعض کہتے ہیں کہ ہدیہ حکمت کے نور کو بجھا دیتا ہے۔(۱۲) اور رشوت کی شباہت اپنے اندر رکھتا ہے۔(۱۳)

ان وجوہات کے تحت مذکورہ بالا صورتوں میں ہدیہ دینا رشوت کی طرح حرام ہوگا، پھر افراد اوران کے سپرد ذمے داریوں میں فرق ہونے کی وجہ سے ان کے رشوت لینے میں بھی نمایاں تفاوت ہوتا ہے، اس لئے ذیل میں ہم بعض اہم منصب اور ذمہ داریوں کو مفصل بیان کرتے ہیں، ساتھ ہی اس کی وضاحت بھی کرتے چلیں گے کہ کونسا ہدیہ کس وقت رشوت کے حکم میں ہوگا؟ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ا۔امام:

امام سے ہماری مراد مسلمانوں کا حاکم اوران کا والی ہے، فتاوىٰ ہندیہ (۱۴) میں حاکم کو ہدیہ کی اجازت درج ہے۔لیکن ابن عابدین نے اپنے حاشیہ میں حاکم کے لئے ہدیہ کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ امام کو ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں ہے۔البتہ امام سے مراد اگر وہ جمعہ کا امام ہو تو وہ مستثنیٰ ہے اور اگر امام سے مراد والی ہو تو اس کو ہدیہ لینا حلال نہیں ہوگا، ابن عابدین نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا ہے کہ دلائل کے لحاظ سے یہی مناسب ہے، اس لئے کہ والی دیگر حکام کا سربراہ اور مملکت کا صدر نشین ہوتا ہے، اس کو پیشوا ہونے کی حیثیت حاصل ہوتی ہے، لہٰذا اس کو تحفہ تحائف لینا حرام ہوگا۔(۱۵)

امام طبرانی نے کبیر میں سیدنا ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام کو تحفہ دینا خیانت ہے۔(۱۶)
ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن سعدؓ سے نقل کیا اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: سلطان کو ہدیہ دینا انتہائی قبیح حرام اور خیانت ہے(۱۷)
ابن جریر نے سیدنا جابرؓ سے نقل کیا ہے، اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: امراء کو ہدیہ دینا خیانت ہے۔(۱۸)
سابقہ احادیث سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ ہدیہ لینا، مال غنیمت سے خفیہ طور پر کچھ

لینے کے مترادف ہے، اور مال غنیمت سے خفیہ اور غیر شرعی طور پر کچھ لینا باتفاق حرام ہے، لہٰذا ولی کا ہدیہ لینا بھی حرام ہوگا۔(۱۹)

لیکن اس سبب کے باوجود میری اپنی رائے یہ ہے کہ امام کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، لیکن شرط یہی کہ اس کو جو ہدیہ مل رہا ہے، منصب یا ولایت کے تحت ہرگز ہرگز نہ مل رہا ہو، نہ ہی مقام یا منصب پر فائز ہونے کے نتیجہ میں کسی حاجت یا ضرورت پوری ہونے کے لالچ میں دیا جارہا ہو، یہ اسی لئے کہ سابقہ نصوص اور صراحتوں کی وجہ سے تحفہ کا لین دین اس لئے حرام ہے کہ اس منصب یا مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے انہیں تحفہ تحائف نصیب ہوتا ہے، چنانچہ ابن تین کی پیش کردہ سابقہ عبارت سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کا جو ارشاد آگے آرہا ہے، اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، رہے وہ تحفے جن کے اندر یہ علت نہ ہو، وہ اباحت کی اصل پر باقی رہیں گے، اور ان کا لین اور ان کے بدلہ بہتر تحفہ دینا مباح اور جائز ہوگا، یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ بھی تحفہ تحائف صرف ان لوگوں سے قبول فرماتے تھے جن کی بابت خوشدلی سے دینے کا آپ کو کامل یقین ہوتا تھا، اور آپ اچھی طرح یہ جانتے تھے کہ اس تحفے کے پیچھے کوئی دنیاوی غرض مضمر نہیں ہے، پھر اس سبب کے بعد آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ جواب میں اس سے کئی گنا زیادہ تحفے عنایت فرمایا کرتے تھے۔(۲۰)

لیکن اگر کسی منصب کے حصول، یا موجود یا آئندہ کی ضرورت کے تحت ہدیہ دیا جائے تو یہ جائز نہیں ہوگا، نہ ہی کسی حال میں اس کا قبول کرنا درست ہوگا، اس کی دلیل سابقہ احادیث ہیں، جن سے صراحت کے ساتھ حرمت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان صورتوں میں خاص ولایت اور اس کے متعلقات پر فائز ہونے کی وجہ سے ہی تحفہ تحائف کا لین دین ہوا کرتا ہے۔

اور جن صورتوں میں رسول اکرم ﷺ نے تحفہ لیا، ان سے کوئی شخص حجت نہیں پکڑ سکتا، اس کی وجہ بھی ہم نے پہلے ذکر کی کہ آپ ﷺ کی ذات سے کسی قسم کی کجی یا زیادہ کی طرف میلان کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا جبکہ دوسرے ہدیہ قبول کرنے والوں سے اس کا قوی اندیشہ ہے۔(۲۱)

یہی وہ خوف تھا جس نے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے بیدار مغز خلیفہ کو تحفہ تحائف واپس کرنے پر مجبور کیا تھا جب آپ سے کہا گیا کہ نبی کریم ﷺ تحفہ قبول فرماتے تھے، تو اس کے جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، وہ آپ کے لئے تحفہ ہوتا تھا، لیکن ہمارے لیے رشوت

ہے۔اس لئے بھی کہ یہ تحفہ مقام نبوت پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو ملتا تھا، والی ہونے کی وجہ سے نہیں، اور ہمیں محض والی ہونے کی بنیاد پر تحفہ ملتا ہے۔ اس کو امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے (۲۲)

بادشاہوں کے تحفہ تحائف کی بابت طاؤس رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ نے کہا: ''حرام ہے'' سیدنا جابر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''بادشاہوں کے تحفے خیانت ہوتے ہیں''۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گورنروں کے تحفے اول تو قبول نہیں کرتے تھے، اور اگر قبول بھی فرماتے تو اسے بیت المال میں داخل فرما دیتے تھے، کوئی کہتا کہ رسول اللہ ﷺ تحفہ قبول کرتے تھے تو آپ جواب دیتے کہ آپ کے وقت میں وہ ہدیہ ہوتا تھا، لیکن آج رشوت ہے۔(۲۳)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تَزَوَّدُ حِكْمَةً مِنِّيْ وَخَلِّ الْقِيْلَ وَالْمَقَالَا

مجھ سے حکمت کی ایک بات سنو! اور اس کو اپنے لئے زادِ راہ بنالو، اور چوں چراں نہ کرو۔

فَسَادَ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا قُبُوْلُ الْحَاكِمِ الْمَالَا

حاکم کا مال قبول کرنا دین و دنیا کی خرابی کا باعث ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

إِذَا أَتَتِ الْهَدِيَّةُ دَارَ قَوْمٍ تَطَايَرَتِ الْأَمَانَةُ مِنْ كُوَاهَا

جب ہدیہ کسی قوم کے گھر آتا ہے، تو امانت اس کے روشن دان سے نکل کر اڑ جاتی ہے۔(۲۴)

قاضی:

قاضی اس شخص سے ہدیہ قبول کرسکتا ہے جس کا کوئی تنازعہ اس کی عدالت میں دائر نہ ہو اور منصب قضاء پر فائز ہونے سے پہلے بھی قرابت داری کی وجہ سے ان کے درمیان تحفہ تحائف کا تبادلہ ہوا کرتا تھا، جیسے ذی رحم محرم نے تحفہ دیا ہو۔ اس سے تحفہ لینا اس کے لئے درست ہے کہ اس قرابتداری کے ہوتے ہوئے قاضی اس کے حق میں فیصلہ نہیں کرسکتا، اسی طرح دوستانہ تحفہ بھی درست

ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ منصب قضاء پر فائز ہونے سے پہلے اس کو جتنا ہدیہ دیتا تھا اس سے زائد نہ دینے لگا ہو۔(۲۵)

اسی طرح قاضی والی سلطنت سے تحفہ لے سکتا ہے، جس نے اس کو والی بنایا اور خود اس کا کوئی مقدمہ اس کی عدالت میں دائر نہیں ہے، یا مقدمہ دائر تھا لیکن پیشتر ہی اس نے اس کا فیصلہ سنا دیا تھا۔(۲۶)

ان صورتوں میں تحفہ تحائف کا لین دین اس لئے درست ہے کہ ہدیہ دینے میں سر دست کسی تہمت کا ڈر نہیں ہے کیونکہ ڈر اس کے میلان طبع یا دائر تنازعہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں اس وقت مفقود ہیں۔ نیز اس لئے پیشتر بھی ان کا ہدیہ کا لین دین جاری تھا۔(۲۷)

یہ ایک رہی، لیکن اس سب کے باوجود علاء الدین طرابلسی کی رائے یہ ہے کہ قاضی کو مطلق تحفہ تحائف لینے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ تحفہ قبول کرنے پر لینے والا دینے والے سے لازماً نرم روی اور سیر چشمی کا برتاؤ کرتا ہے، جس کا خمیازہ قاضی کو بھگتنا پڑتا ہے اور بگاڑ سے بچنا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے۔(۲۸)

کیونکہ مذکورہ بالا افراد کے علاوہ دیگر افراد سے قاضی کو تحفہ قبول کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہاں تہمت کا اندیشہ ہے۔اور وہ فقرہ بھی صحیح ثابت ہوگا جس میں کہا گیا ہے کہ جب تحفہ تحائف دروازے سے آتے ہیں تو امانت روشن دان سے نکل کر اڑ جاتی ہے۔(۲۹)

اور ہدیہ دینے والا جب پہلے سے تحفہ تحائف نہیں دیتا تھا، بلکہ ابھی ابھی دینا شروع کیا ہے تو لامحالہ اس کی کوئی غرض ضرور ہوگی اور غرض اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ وہ کسی باطل مقاصد کے لئے اس کی آڑ لینا چاہتا ہے اس لین دینے کے ذریعہ وہ کسی چیز پر اپنا حق جتلانا چاہتا ہے اور یہ تمام چیزیں کھلم کھلا حرام ہیں۔(۳۰)

اور ادنیٰ ترین مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شخص مذکور قاضی کی مصاحبت سے لوگوں میں شہرت اور نام آوری چاہتا ہے تاکہ لوگ اس کی تعظیم کریں، اس کی باتوں کو خاطر میں لائیں، اور اس مقصد کے حاصل ہونے کے بعد وہ یہ ضرور چاہے گا کہ اپنے مقابل پر غلبہ پائے، یا ان مطالبات سے محفوظ رہے جن کا تقاضا لوگ اس سے کرسکتے ہیں کیونکہ اس طرح لوگ اس سے خوف کھائیں گے۔ حقدار کو جھجک ہوگی، اور جنہیں اس شخص سے کوئی اندیشہ نہیں ہوتا تھا اب انہیں زبردست خطرات

لاحق ہوں گے ۔ جو حشر ان چیزوں کا ہوتا ہے بعینہ یہی انجام رشوت کا ہوتا ہے ۔اس لئے اپنے دین کی حفاظت کے خواہاں حاکم کو اس سے بچنا چاہیے ،خصوصاً جسے اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے کا ڈر ہو اس شخص کو منصب قضاء پر فائز ہونے کے بعد تحفہ تحائف قبول کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ اس کا یہ احسان جب تک پیش نظر ہوگا ،طبیعت میں اس کا اثر موجزن ہوگا اور احسان کرنے والے کی طرف سے دل میں الفت اور محبت بڑھے گی ، اور جب قاضی کے سامنے اس پر یہ احسان دھرنے والے اور اس کا فریق دونوں آئیں گے تو فطری طور پر قاضی کا دل اس کے احسان کی طرف متوجہ ہوگا ، اور اس کے نتیجہ میں حق اور صداقت سے اس کا دل ہٹ کر اسی کی طرف مائل ہوگا اور لطف یہ کہ یہ انقلاب اس طرح آپ سے آپ رونما ہوگا کہ بیچارے قاضی کو اس کا احساس تک نہ ہوگا بلکہ وہ یہی خیال کرے گا کہ احسان کرنے والے کے احسان نے اس کے دل میں کوئی اثر نہیں کیا ،اس لئے اس سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ اس صورت میں ہدیہ نے جو گل کھلائے ،رشوت بھی اس سے زیادہ اثر نہیں دکھاتی ۔(۳۱)

ذیل میں ہم بعض ایسی صورتیں پیش کرتے ہیں جن میں تحفہ تحائف رشوت کے ہم رنگ اثرات چھوڑ جاتے ہیں۔

الف: ایسے شخص کا تحفہ جس کا کوئی مقدمہ اس قاضی کی عدالت میں دائر ہو، خواہ یہ شخص منصب قضاء پر فائز ہونے سے پیشتر قاضی کو تحفہ دیا کرتا تھا ، یا نہیں دیتا تھا خواہ دونوں میں کوئی رشتہ داری ہو یا نہ ہو ۔(۳۲)

ب: ایسے شخص کا تحفہ جس کا کوئی مقدمہ عدالت میں دائر تو نہیں لیکن قضاء سے بیشتر باہم تحفہ کا لین دین بھی نہیں تھا۔ (۳۳)

ج: اس شخص کا تحفہ جس کا کوئی مقدمہ زیر سماعت نہیں ، البتہ ان کے درمیان باہم ہدیہ کا لین دین تھا ،لیکن منصب قضاء کے بعد اس کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور قضاء پر فائز ہونے سے اس کو جتنا دیتا تھا ،اب اس میں اضافہ کیا گیا ، لہٰذا جتنا اضافہ کیا گیا ، وہ جائز نہیں ہوگا ۔ (۳۴)

البتہ بزدوی نے اس قدر زائد تحفہ کی اجازت دی ہے جتنا کہ اس شخص کی دولت میں پہلے سے اب اضافہ ہوا ہو ،لیکن اگر دینے والا اپنی مالی حیثیت سے بڑھ کر تحفہ دینے لگے تو اس کا قبول کرنا جائز نہیں ہوگا ۔(۳۵)

مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ زائد ہی نہیں، بلکہ جملہ تحائف حرام ہوں گے، انہوں نے اس صورت کو ایسے سودے پر قیاس کیا ہے جس میں حرام وحلال یکجا ہو جائے۔ شافعیہ کے نزدیک اگر یہ نہ معلوم ہو سکے کہ پہلے کتنا دیا کرتا تھا، اور بعد میں کس مقدار کا اضافہ کیا تو سارا کا سارا تحفہ حرام ہوگا۔(۳۶)

د۔ والی کا تحفہ، جس نے خود قاضی مذکور کو منصب قضاء پر فائز کیا، اور اسکا کوئی مقدمہ زیر سماعت ہے، جس کا اب تک فیصلہ نہیں سنایا گیا۔(۳۷)

ھ۔ ایسے شخص کا تحفہ جو اسے اس لئے تحفہ دیتا ہے کہ وہ منصب قضاء پر فائز ہے، اگر وہ قاضی نہ ہوتا تو اسے ہرگز تحفہ نہ دیتا۔(۳۸)

ان تمام صورتوں میں ہدیہ نا قابل قبول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر قاضی نے اسے قبول کیا تو اس پر جادہء انصاف سے مڑ جانے کا الزام عائد ہوگا، نیز ان صورتوں میں اغلب یہی ہے کہ تحفہ دے کر دل کو اپنی طرف منعطف کیا جارہا ہے تاکہ فیصلہ میں اس کے ساتھ جانبداری اور رقابت برتی جائے اور یہ صورت بعینہ رشوت کے مشابہ ہے۔(۳۹)

۳۔مفتی کو ہدیہ:

اگر کوئی شخص مفتی کو اس کے علم ومعرفت اور نیکوکاری کے سبب الفت ومحبت کے لئے تحفہ دیتا ہے جیسے اس نے اپنے فریق مخالف کے خلاف قاضی کی عدالت میں ایک مقدمہ دائر کر رکھا ہے اور چاہتا ہے کہ مفتی مذکور اس سلسلے میں اس کی مدد کرے، اس غرض سے اگر تحفہ تحائف مفتی کے حوالہ کرے تو مفتی کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں ہوگا، اسی طرح فتوی میں کسی قسم کی رعایت کرنے کے لئے بھی تحفہ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۴۰)

۴۔واعظ اور مدرس کو تحفہ:

واعظ اور مدرس تحفہ قبول کر سکتے ہیں، بشرطیکہ انہیں یہ تحفہ علم دوستی اور نیکوکاری پر دیا جائے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیتے ہوں، اس قسم کا تحفہ درحقیقت ان کے اکرام واعزاز کا باعث ہوا کرتا ہے۔(۴۱) اور اگر وہ اپنے فرائض میں پہلے سے کوتاہ ہیں، اور انہیں تحفہ اس لئے دیا

جاتا ہے تا کہ وہ چاق و چوبند ہوکر اپنا فرض انجام دیں یا انہیں اس لئے تحفہ دیا جاتا ہے تاکہ وہ انہیں کامیاب کرنے میں ان کی مدد کریں یا انہیں امتیازی نمبرات دیں، یا مدرس خصوصی اسباق (ٹیوشن) لیتا ہے، جس میں شرکت کامیابی یا درجے میں ترقی کا سبب بنتی ہے، اس سلسلے کے تحائف جائز نہیں ہیں۔ اور بعض طلباء جو اپنے اساتذہ کو ان کے خصوصی درس (ٹیوشن) پر تحفہ دیا کرتے ہیں، میری نگاہ میں یہ تحفے بھی در پردہ رشوت ہیں اسلئے کہ بعض اساتذہ بچوں کو کامیابی یا امتیازی نمبرات اس وقت دیتے ہیں جبکہ یہ بچے ان کے خصوصی درس (ٹیوشن) میں حاضر رہے ہوں۔ بعض طلباء یہ سب ہتھکنڈے جانتے ہیں، اسلئے وہ اپنے اساتذہ کی حسب خواہش اس سلسلے میں پیش قدمی کرتے ہیں، اور بعضے تو اساتذہ کو انکے حق سے زائد دے دیا کرتے ہیں، یہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ تحفے تحائف بھی در پردہ رشوت ہیں۔

۵۔ ملازمت کے تحت کام کرانا:

کسی شخص کو کوئی کام دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ایک ذمہ داری سونپی گئی اور ذمہ داری یا فرض منصبی کی انجام دہی پر ہدیہ یا تحفہ تحائف وصول کرنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ کوئی عامل اور گورنر ہو جو مسلمانوں کے صیغوں اور معاملات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ (۴۲)

یا اس کے علاوہ ذمہ داری اس کے سپرد ہو، نیز ذمہ داری اس قسم کی ہو کہ اس کا وقار اسی ذمہ داری کا مرہون منت ہو، اور اگر وہ ذمہ داری اسے حاصل نہ ہو تو کوئی اسے پوچھنے کو تیار نہ ہو، اس صورت میں اس کا تحفہ لینا رشوت ہوگا جو ہدیہ کا روپ لئے ہوگی۔ (۴۳)

لہٰذا اس سے اور ہر عیب اور داغدار کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے تا کہ ہم مسلمانوں کی کارگذاری بے داغ اور نمایاں ہو، امانت داری، پرہیز گاری، تقویٰ اور طہارت ہمارا شعار اور طرۂ امتیاز ہو اور اس طرح حقداروں کے حقوق میں موزونیت اور یکسانیت اجاگر ہو اور اگر اس کے برخلاف کامگاروں اور کارگذاروں نے تحفہ تحائف کی لت ڈال لی، تو یہ دراصل حرام رشوت لینے کا ایک ذریعہ ہوگا۔ اس لئے کہ اگر ہم ان تحائف کے اسباب اور وجوہ کی تلاش کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہدیہ دینے والا صرف اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے اور اپنے مفادات اور مصلحت کے لئے ہی کوشاں ہے۔

حوالہ جات

(۱) (الصحاح للجوہری جلد:۶ صفحہ:۲۴،۲۵)

(۲) (فتاوی ہندیہ: جلد۳ صفحہ۲۲۶، المسوؤلیۃ فی الفقہ الاسلامی لبہنسی ص:۷۰ بتصرف)

(۳) (کشاف القناع عن متن الاقناع جلد:۶ صفحہ ۳۱۷)

(۴) (الاصول القضائیہ فی المرافعات الشرعیہ لعلی قواعہ صفحہ ۳۲۸)

(۵) (تعریب السیاسۃ الشرعیہ فی حقوق الرائی وسعادۃ الرعیہ صفحہ۵۰)

(۶) (کنز العمال جلد:۶ صفحہ۵۵،۵۶)

(۷) (مبسوط جلد:۱۶ صفحہ۸۲)

(۸) (تعریب السیاسۃ الشرعیہ فی حقوق الرائی وسعادۃ الرعیہ صفحہ۵۰)

(۹) (المقنع جلد:۳ صفحہ۶۱۲، الانصاف جلد:۱۱ صفحہ۲۱۳)

(۱۰) (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد:۱۱ صفحہ ۴۰۷)

(۱۱) (معین الحکام ص:۱۷)

(۱۲) (معین الحکام ص:۱۷ حاشیہ الرہونی جلد:۷ صفحہ۳۱۰)

(۱۳) (حاشیہ الرہونی جلد:۷ صفحہ۳۱۰)

(۱۴) (جلد:۳ صفحہ۲۲۶)

(۱۵) (حاشیہ ابن عابدین جلد:۵ صفحہ۳۵۷)

(۱۶) (کنز العمال جلد:۶ صفحہ۵۶، فیض القدیر جلد:۶ صفحہ۳۵۷)

(۱۷) (کنز العمال ج:۶ صفحہ۵۶)

(۱۸) (کنز العمال جلد:۶ صفحہ۵۸، تلخیص الجیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر جلد:۴ صفحہ:۱۸۹، نیل الاوطار ج:۸ صفحہ۲۷۸)

(۱۹) (تفسیر القرطبی جلد:۴ صفحہ۲۶۰، حاشیہ الرہونی جلد۷، صفحہ۳۱۱)

(۲۰) (الروض النضیر جلد:۴ صفحہ۱۱۹)

☆ **الصوم نصف الصبر** ☆ روزہ صبر کا نصف ہے ☆

(۲۱) (الروض النفیر جلد :۴ صفحہ۱۱۹،معین الحکام ص: ۱۷ ،نہایۃ المحتاج شرح المنہاج جلد:۸ صفحہ۹۵)

(۲۲) (معین الحکام ص: ۱۷ حاشیہ الرہونی جلد :۷صفحہ۳۱۲،الحلال والحرام فی الاسلام صفحہ: ۳۳۲ حاشیہ الرہونی جلد :۷صفحہ۳۱۲)

(۲۳) (حاشیہ الرہونی جلد :۷صفحہ۳۱۲)

(۲۴) (حاشیہ الرہونی جلد :۷صفحہ۳۱۳)

(۲۵) (الفتاوی الہندیہ جلد :۳ صفحہ ۲۲۶، فتح العلام ص : ۳۲۰، کشاف القناع عن متن الاقناع ج:۶ ص :۳۱۷، الفتاوی الہندیہ جلد :۳ صفحہ ۲۲۶، فتح العلام ص : ۳۲۰، کشاف القناع عن متن الاقناع ج:۶ ص :۳۱۱شرح الجوہرۃ جلد :۲ صفحہ۔۲۴۲، جواہر العقود جلد :۲ صفحہ۳۵۷، الاصول القضائیۃ فی المرافعات الشرعیہ صفحہ۳۲۹، نہایۃ المحتاج شرح المنہاج جلد :۸ صفحہ۹۵، مبسوط جلد : ۱۶، صفحہ۸۲، سبل السلام جلد :۴ صفحہ ۱۶۷، الزوائد فی فقہ الامام احمد بن حنبل صفحہ ۸۸۹، انصاف جلد :۱۱صفحہ : ۲۱۰۔۱۱۲، المغنی والشرح الکبیر جلد: ۱۱صفحہ ۴۳۷، الفواکہ العدیدۃ فی المسائل المفیدہ جلد :۲ صفحہ ۹۸، المسئولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی صفحہ ۳۷، المہذب جلد :۲صفحہ۲۹۲)

(۲۶) (الفتاوی الہندیہ جلد :۳ صفحہ ۲۲۶، رد المحتار علی الدر المختار جلد :۴ صفحہ۳۱۱، الاصول القضائیہ فی المرافعات الشرعیہ صفحہ:۳۲۹)

(۲۷) (کشاف القناع عن متن الاقناع جلد :۶ صفحہ ۳۱۷، المغنی والشرح الکبیر جلد ۱۱، صفحہ ۴۳۷)

(۲۸) (معین الحکام صفحہ: ۱۷)

(۲۹) (مبسوط :۸۲/۱۶ تعریب السیاسۃ الشرعیہ صفحہ:۵۳)

(۳۰) (عون المعبود شرح سنن ابوداؤد جلد :۹ صفحہ ۴۹۸)

(۳۱) (عون المعبود شرح سنن ابوداؤد، جلد :۹ صفحہ ۴۹۸)

(۳۲) (الفتاوی الہندیہ ، جلد : ۳صفحہ ۲۲۶، کذا معین الحکام ص :۱۷، کذ فتح العلام ج: ۲ ص:۳۲۰ وکذافی حاشیہ الرہونی ج:۷ ص:۳۱۱، وکذافی شرح الجوہرہ ج: ۲ صفحہ۲۴۲، وکذافی الاصول القضائیہ فی المرافعات الشرعیہ ص :۳۲۹، نہایۃ المحتاج شرح المنہاج جلد :۸ صفحہ۹۴،

کذافی الانصاف جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۰، کذافی المغنی والشرح الکبیر ج:۱۱ صفحہ ۴۳۷، کذا الفوا کہ العدیدۃ فی المسائل المفیدہ جلد ۲ صفحہ ۹۸، المسئولیۃ فی الفقہ الاسلامی لبہنسی صفحہ ۷۳)

(۳۳) (الفتاوی الہندیہ، جلد :۳ صفحہ ۲۲۶، کذا معین الحکام ص :۱۷، نہایۃ المحتاج شرح المنہاج جلد :۸ صفحہ ۹۵، کذافی المغنی والشرح الکبیر ج:۱۱ صفحہ ۴۳۶، المہذب جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

(۳۴) (الفتاوی الہندیہ، جلد :۳ صفحہ ۲۲۶، کذا معین الحکام ص :۱۷، کذافی الرد المختار علی الدر المختار جلد :۴ صفحہ :۳۱۱، کذا جواہر العقود جلد :۲ صفحہ ۲۵۷، کذافی الاصول القضائیہ فی المرافعات الشرعیہ ص :۳۲۹، المسئولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی صفحہ ۷۳)

(۳۵) (الفتاوی الہندیہ، جلد :۳ صفحہ ۲۲۶، کذا معین الحکام ص:۱۷، کذافی رد المختار علی الدر المختار جلد :۴ صفحہ ۳۱۱، المسئولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی صفحہ ۷۳)

(۳۶) (حاشیہ الدسوقی جلد ۴ صفحہ ۱۶۵، نہایۃ المحتاج شرح المنہاج جلد ۸ صفحہ ۹۵)۔

(۳۷) (الفتاوی الہندیہ، جلد :۳ صفحہ ۲۲۶، معین الحکام ص :۱۷،)

(۳۸) (حاشیہ ابن عابدین جلد ۵ صفحہ :۳۷۳)

(۳۹) (الروض النفیر ج :۴ ص :۱۱۹، المغنی والشرح الکبیر ج:۱۱ صفحہ ۴۳۶)

(۴۰) (ملاحظہ کیجئے حاشیہ ابن عابدین جلد : ۸ صفحہ ۳۷۳، کشاف القناع عن متن الاقناع جلد : ۶ صفحہ ۳۱۷، نہایۃ المحتاج شرح المنہاج جلد : ۸ صفحہ ۹۶، الانصاف جلد : ۱۱ صفحہ ۲۱۱، اور مقنع جلد :۳ صفحہ ۶۱۱)۔

(۴۱) (حاشیہ ابن عابدین جلد :۵ صفحہ :۳۷۳، نہایۃ المحتاج جلد :۸ صفحہ :۹۶)

(۴۲) (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد :۱۱ صفحہ :۴۰۵، قدرے تصرف کے ساتھ)

(۴۳) (حاشیہ رہونی جلد :۷ صفحہ ۳۱۴)

مفتی شیخ فرید صاحب تحصیل مفتی مظفرآباد حکومت آزاد کشمیر کا

فتاوی فریدیہ شائع ہوگیا

خوبصورت جلد عمدہ کاغذ نفیس کتابت اہم علمی مسائل صفحات ۱۰۰۳ ہدیہ ۴۵۰ روپے

ناشر: ضیاء العلوم پبلی کیشنز یو ۱۲۸ بازار تلواڑاں راولپنڈی

یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ☆